عمل کے قبول ہونے کی شرطیں
(ماخوذ از مذکّرہ فی العقیدہ)

[urdu - اردو - أردو]

جمع وترتیب: ڈاکٹر صالح سعد سحیمی

ترجمہ: عبد الخالق محمد عزیز

مراجعہ و تصحیح: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

2014 - 1435

IslamHouse.com

قبول شروط العمل

(المستقاة من مذكرة في العقيدة)

«باللغة الأردية»

جمع وترتيب: د. صالح سعد السحيمي -حفظه الله-

ترجمة: عبد الخالق بن محمد عزير- حفظه الله-

مراجعة وتصحيح: شفيق الرحمن ضياء الله المدني

2014 - 1435

IslamHouse.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمل کے قبول ہونے کی شرطیں

(پیش نظر مضمون ڈاکٹر صالح سعد سحیمی حفظہ اللہ کی کتاب مذکرہ فی العقیدہ سے ماخوز ایک اہم فصل ہے۔ واضح رہے کہ کتاب (مذکرہ فی العقیدہ) مدینہ یونیورسٹی کی طرف سے مختلف ممالک میں منعقد ہونے والے تدریبی کورس میں بطور نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ مولانا عبد الخالق بن محمد عزیرؔ نے موضوع کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اسے افادہ عام کیلیئے اردو قالب میں ڈھالا ہے، رب کریم اس مضمون کے نفع کو عام کرے اور ہم سب کے اعمال کو کتاب و سنت کی شرطوں کے مطابق بنائے آمین)۔

یہ بات معلوم ہے کہ تمام عبادتیں توقیفی ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کو شریعت کے دستور کے مطابق پہچانا جاتا ہے۔ کسی آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق عبادت کرے بلکہ اس طریقے کے مطابق عبادت کرے جس کو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے مثلاً عبادت میں

ضروری ہے کہ وہ عمل خالص اللہ کے لئے ہو۔
یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوئی بھی عمل جس سے ہم اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتے ہیں اس کے صحیح ہونے کے لئے دو بنیادی شرطوں کا ہونا ضروری ہے اور ان دونوں شرطوں کا ایک ساتھ پایا جانا ضروری ہے۔ ایک شرط دوسری سے جدا اور علیحدہ نہ ہو۔

پہلی شرط: اللہ تبارک وتعالی کے لئے عبادت کو خالص کرنا

دوسری شرط: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنا

ان دونوں شرطوں کو سورۃ الکہف کی اس آیت نے جمع کردیا ہے :

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ (الکہف: ١١٠)

”تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک

اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے"۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے حکم دیا ہے کہ عمل سنت کے مطابق ہو پھر حکم دیا ہے کہ عمل کرنے والا خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرے اور اس عمل کے ذریعہ اس کے سوا کسی کا قرب تلاش نہ کرے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے: قبول ہونے والے عمل کے دو رکن ہیں۔

۱۔ عمل کا خالص اللہ تبارک وتعالی کے لئے ہونا۔

۲۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح کی روایت قاضی عیاض وغیرہ سے بھی مروی ہے۔

پہلی شرط: اکیلے اللہ تبارک وتعالی کے لئے عبادت کو خالص کرنا

شرط اول کا معنی یعنی اخلاص: وہ یہ کہ عمل کرنے والا اپنے عمل سے اللہ سبحانہ وتعالی کی رضا کا ارادہ کرے جو ریاکاری اور شہرت سے دور ہو، وہ اپنے اس عمل سے کسی قسم کا بدلہ اور شکرانہ نہ تلاش کرے اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کی نصوص کثرت سے وارد ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:

﴿فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ﴾ (الزمر: ۲)

"پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے"

﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ (القصص: ۷۷)

"اور جو کچھ اللہ تعالی نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو، یقین مان کہ اللہ مفسدوں کو ناپسند رکھتا ہے"

حدیث قدسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(أنا أغنى الشركاء عن الشرك، من عمل عملاً أشرك معي فيه غيري تركته وشركه) **(مسلم کتاب الزهد ج۴ ص۲۲۸۹)**

"میں تمام شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شریک کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں"۔ یعنی میں اپنی عبادات مالیہ، قولیہ

اور بدنیہ میں پارٹنر شپ کو گوارہ نہیں کرتا۔ جو کوئی عبادت گزار میری عبادات میں دوسروں کو حصہ دار بنائے میں اس کی اپنے حصہ والی عبادت بھی قبول نہیں کرتا۔

اس لئے کہ اس وقت اخلاص اور انسان کا اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ممکن نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إنما الأعمال بالنيّات ، وإنما لكل امريء مانوى ، فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله ، فهجرته إلى الله ورسوله ، ومن كانت هجرته لدنيا يصيبها ، أو امرأة ينكحها ، فهجرته إلى ما هاجر إليه) (رواه البخاري ومسلم)

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر آدمی کے لئے وہی ہو گا جس کی اس نے نیت کی پس جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف

ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اسکے رسول کیلئے ہو گی اور جس نے دنیا کے حصول کیلئے ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے کی تو اس کی ہجرت اسی کیلئے ہو گی جس کی اس نے ہجرت کی"۔

(بخاری ج ۱ ص ۹ مسلم ۱۰۱۰ / ۳)

دوسری شرط: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنا۔

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ عمل جس کے ذریعہ ہم اللہ تبارک وتعالی کا قرب حاصل کرتے ہیں اس دستور اور آئین کے مطابق ہو جس کو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں بیان کیا ہے اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالی نے ہمارے اسلامی دین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلی کی طرف منتقل ہونے سے پہلے پہلے کامل ومکمل کر دیا ہے۔ اب اس دین

محمدی میں کسی کمی وزیادتی کی حاجت نہیں رہی۔

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا :

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾(المائدہ: ۳)

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا“۔

ایسی بہت سی آیات قرآنیہ وارد ہوئی ہیں جو اتباع سنت کا حکم دیتی ہیں اور دین حنیف میں نئی باتیں اور بدعتیں ایجاد کرنے سے منع کرتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴾(الأحزاب:۲۱)

”یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے“۔

اور اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾(الحشر: ۷)

”جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز آجاؤ“۔

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (آل عمران : ۳۱)

”(اے محمد!) کہہ دو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا“۔

اس سلسلہ میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي،وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار) (ترمذی ج۴ ص۱۴۹، سنن ابن ماج ۱ /۱۶)

”تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور نئی بدعتیں ایجاد کرنے سے بچ جاؤ اس لئے کہ (دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی

ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جانے کا سبب) ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ترکت فيكم أمرين لن تضلّوا بعدي ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنتي) (الموطا ۸۹۹ / ۲ ابو داود ۴۴۲ / ۱، ابن ماجہ ۱۰۲۵ / ۲)

"میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتاب اللہ ہے اور دوسری میری سنت ہے"۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں اللہ تعالی کی کتاب یعنی قرآن کریم اور اپنی سنت چھوڑ کر جارہا ہوں جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے یہ حدیث مبارک منکرین حدیث کے منہ پر طمانچے مار رہی ہے اور ان کے

فاسد عقیدے کارد کر رہی ہے-ھداہم اللہ مترجم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ) (بخاری ۲۴۱/۳ مسلم ۱۳۲/۵)

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز گھڑی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے (یعنی اسی پر لوٹادی جائے گی)"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بعث الله من نبيّ إلا كان حقّاً عليه أن يدل أمته على خير ما يعلمه لهم وينذرهم شرّما يعلمه لهم)(مسلم امارة ۴٦ ج ۳/ ۱۴۷۲)

"اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی نبی بھیجے ان کیلئے واجب تھا کہ وہ اپنی امت کو اس بھلائی کی طرف رہنمائی کریں جس کو وہ جانتے تھے، اور اس شر سے انہیں ڈرائیں جس کو وہ جانتے تھے"۔

یہ تمام نصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے بغیر ہو اس کی کوئی قبولیت نہیں ہے۔

بہت سے مسلمانوں نے نئی نئی چیزیں گھڑ رکھی ہیں جن کو یہ دین سمجھتے ہیں حالانکہ دین میں ان چیزوں کا کوئی تعلق نہیں ہے جن کو یہ لوگ اچھا سمجھتے ہیں اور خیال (فاسد) کرتے ہیں کہ یہ ان کو اللہ تعالی کے نزدیک کر دیں گی۔

حالانکہ انہوں نے قرآن کریم اور حدیث نبوی کو اپنی پیٹھوں کے

پیچھے چھوڑ دیا ہے گویا کہ یہ لوگ قرآن وحدیث کو سنتے ہی نہیں ہیں ۔(اللہ تعالی ان کو ہدایت عطا فرمائے)

ان بدعات کی مثالوں میں سے وہ گھڑی ہوئی دعائیں اور اذکار اور کلمات وغیرہ ہیں جن کو ہر نماز کے بعد یا کسی خاص وقت میں گانے کی طرح سریں لگالگا کر گاتے ہیں اور انہوں نے ہر نماز کے بعد ان اذکار اور دعاؤں کو چھوڑ دیا ہے جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تمام اوقات میں پڑھی جانے والی دعاؤں اور اذکار کی تعلیم دی ہے۔ پس مسلمانوں کو معلوم ہے کہ وہ اپنے گھر سے نکلتے وقت اور گھر کی طرف واپس آتے وقت کیا کیا پڑھیں گے اور سوتے وقت اور جاگتے وقت کیا پڑھیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میں ایک دن میں ستر مرتبہ

سے زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں"۔ (بخاری ج ۱۱ ص ۱۰۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ اولوالالباب کا عمل بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ (آل عمران:۱۹۱)

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور پہلوؤں کے بل یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں سوچتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ باطل نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہم کو آگ کے عذاب سے بچا"۔

قرآن کریم کی اس آیت نے واضح کر دیا کہ یہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کو تمام حالتوں میں یاد کرتے ہیں۔

ان بدعتوں میں سے مخصوص دنوں اور وقتوں میں عیدیں اور میلے منانا بھی ہیں سوائے ان اسلامی عیدوں کے جن کو اللہ تبارک وتعالی نے مشروع کیا ہے اور وہ عید الفطر، عید الاضحی اور جمعہ ہے اب ان کے علاوہ جو بھی عید ہو گی وہ جاہلیت کی عید ہو گی

اور ان میں نئی نئی عبادتیں گھڑی گئی ہیں سب مردود ہیں (انکے ایجاد کرنے والوں کے منہ پر دے ماری جائیں گی) ۔ کیونکہ یہ بدعتیں ہیں اور ان کے علاوہ جو اعمال دین میں نئے ایجاد کئے گئے ہیں مسلمانوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ ان کو چھوڑ دیں اور جن اعمال کا ثبوت قرآن وحدیث میں ملتا ہے اسی پر اکتفا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا کہ کچھ لوگ روزانہ

مغرب کی نماز کے بعد جمع ہوتے ہیں اور اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ کو بیک آواز بار بار دہراتے ہیں تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان لوگوں پر نکیر فرمائی اور فرمایا: "... قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو تم ایسی شریعت پر چل رہے ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے (نعوذ باللہ) بہتر ہے، یا گمراہی کا دروازہ کھول رہے ... ۔ (دارمی، ابو نعیم)[۱]

([۱]) امام دارمی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن مبارک نے بیان کیا، حکم بن مبارک کہتے هیں کہ ہم سے عمرو بن یحی نے بیان کیا، عمرو بن یحی کہتے هیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

"ھم نماز فجر سے پہلے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھ جاتے، اور جب وہ گھر سے نکلتے تو ان کے ساتھ مسجد روانہ ہوتے، ایک دن کا واقعہ ھے کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کیا ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن مسعود) نکلے نہیں

؟ہم نے جواب دیا نہیں، یہ سن کر وہ بھی ساتھ بیٹھ گئے، یہاں تک کہ ابن مسعود باہر نکلے، اور ہم سب ان کی طرف کھڑے ہو گئے تو ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ ان سے مخاطب ہوئے اور کہا: ائے ابو عبد الرحمن! میں ابھی ابھی مسجد میں ایک نئ بات دیکھ کر آرہا ہوں، حالانکہ جو بات میں نے دیکھی وہ الحمد للہ خیر ہی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کونسی بات ہے؟ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر زندگی رہی تو آپ بھی دیکھ لیں گے، کہا وہ یہ بات ہے کہ کچھ لوگ نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر حلقہ بنائے بیٹھے ہیں، ان سب کے ہاتوں میں کنکریاں ہیں، اور ہر حلقے میں ایک آدمی متعین ہے جو ان سے کہتا ہے کہ سو ۱۰۰ بار اللہ اکبر کہو، تو سب لوگ سو بار اللہ اکبر کہو، تو سب لوگ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، پھر کہتا ہے سو بار لا الہ الا اللہ کہو تو سب لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، پھر کہتا ہے کہ سو بار سبحان اللہ کہو تو سب سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں- ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے کیا کہا، ابو موسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ کی رائے کے انتظار میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے ان سے یہ کیوں نہیں کہ دیا کہ آپنے اپنے گناہ شمار کرو، اور پھر اس بات کا ذمہ لے لیتے کہ ان کی کوئی نیکی بھی ضائع نہیں ہو گی-

یہ کہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے، مسجد پہنچ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: تم لوگ کیا کر رہے ہو! یہ کنکریاں ہیں جن پر ہم تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی بجائے تم اپنے اپنے گناہ شمار کرو، اور میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ تمھاری کوئی نیکی بھی ضائع نہیں ہو گی، تمھاری خرابی ہے اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ابھی تو تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے کپڑے نہیں پھٹے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن نہیں ٹوٹے اور تم اتنی جلدی ہلاکت کا اشکار ہو گئے، قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو تم ایسی شریعت پر چل رہے ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے --نعوذو باللہ-- بہتر ہے، یا گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو-انھوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن! اللہ کی قسم اس عمل سے خیر کے سوا ھمارا کوئی اور مقصد نہ تھا-ابن مسعود نے فرمایا ایسے کتنے خیر کے طلبگار ھیں جو خیر تک کبھی پہنچ ہی نہیں پاتے-چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک حدیث بیان فرمائی کہ ایسی ایک قوم ایسی ہو گی جو قرآن پڑھے گی، مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا-اللہ کی قسم! کیا پتہ کہ ان میں سے زیادہ تر شائد

اب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنے پر نکیر نہیں فرمائی اس لئے کہ یہ تو ذکر ہے بلکہ انہوں نے اس ھیئت پر جس کے ذریعہ ذکر کر رہے تھے نکیر فرمائی ہے اس لئے کہ اس حالت میں جمع ہو کر ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذکار کو سیکھا اور سنا، کے نزدیک مشروع نہیں ہے۔

تمھیں میں ہوں- یہ باتیں کہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے واپس چلے ئے- عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان حلقوں کے اکثر لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ نہروان جنگ میں وہ خوارج کے شانہ بشانہ خم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔

نوٹ: (اس مضمون کو برادرم ابو بکر حفظہ اللہ نے صراط الہدی فورم پر نشر کیا تھا جسے مراجعہ و تصحیح کر کے افادہ عام کی خاطر اسلام ہاؤس ڈاٹ کام پر نشر کیا جارہا ہے)